ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.2.2025

رشید حسن خاں کا تحقیقی اُسلوب: ایک مطالعہ

ڈاکٹر تحسین بی بی / ڈاکٹر محمد ناصر آفریدی

صدر شعبہ لسانیات وادبیات (اردو)، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

Abstract:

The meaning of research is to investigate or to know the unknown facts. Many researchers have served in art research in Urdu literature, one of which is Rashid Hassan Khan. You have performed unforgettable acts with research, critical and criticism. You have presented a great deal of samples of the text of the text of Urdu. They have a unique and separate style. This level of style requires hard work and extensive studies. - The principles of them are a milestone in the principles and pronunciation, the text, the ancestors and the research and criticism of Urdu language and literature, a milestone in the language and literature of Urdu language and literature.

کلیدی الفاظ:

مقاصدِ تحقیق، آرائشِ اسلوب، املاو تلفظ، صرفی و نحوی، عبارت آرائی، رموزِ او قاف، رموزو اقاف، حقیقت کی دریافت، رنگین بیانی۔

اکابر محققینِ ادب نے تحقیق کی مختلف تعریفیں کی ہیں، لیکن ہم کسی تعریف کو مکمل کہہ سکتے ہیں اور نہ کسی تحقیق کار کی بیان کردہ تعریف کو رد کر سکتے ہیں۔ محققینِ ادب کی بیان کی گئی اِن تعریفوں میں تحقیق کے کسی نہ کسی پہلُو کو ضرور بیان کیا گیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ایک محقق نے ایک پہلو پر زور دیا ہے تو دوسرے تحقیق کار نے تحقیق کے کسی دوسرے رُخ کو نمایاں کرنے کی سعی کی ہے۔

پروفیسر مولانا کلبِ عابد نے تحقیق کو عربی لفظ بتاتے ہوئے اِس کا مطلب حق کو ثابت کرنا، یا حق کی طرف پھیرنا، بتایا ہے۔ معروف نقاد و محقق ڈاکٹر سید عبداللہ نے اِس سلسلہ میں لکھا ہے کہ تحقیق کے لغوی معنی کسی شے کی حقیقت کا اثبات ہے اور اصطلاح میں یہ ایک ایسے طرزِ مطالعہ کا نام ہے، جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ اُردو کے صفِ اول کے محقق قاضی عبدالودود نے بھی تحقیق کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تحقیق کسی امر کو اس کی اصل شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے۔ تاہم ڈاکٹر گیان چند نے قاضی عبدالودود کی بیان کردہ تعریف سے اختلاف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس تعریف کے الفاظ ناکافی ہیں۔ اُن کے خیال میں یوں کہنا چاہیے کہ اگر کسی امر کی اصل شکل پوشیدہ یا مبہم ہو تو اس امر کی اصلی شکل کو دریافت کرنے کا عمل تحقیق کہلاتا ہے۔

محققینِ ادب کی مذکورہ بالا تعریفات کا ماحصل اور اختصاریہ بیان کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ تحقیق دراصل حق، صداقت اور حقیقت کی دریافت کا عمل ہے اور عملِ تحقیق کا مقصود یہ ہے کہ جن لکھاریوں، ادیبوں، شاعروں، کتابوں، علاقوں، متفرق تخلیقوں، تحریکوں اور اداروں کے متعلق ہمیں کم معلوم ہے، اُن کی بابت بیش از بیش جان کاری ہو سکے اور جو قارئین ان سے واقف ہیں، اُن کی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہو۔ معلوم کی جانچ پڑتال کر کے اس کے متعلق غلط بیانیوں کی تصحیح کرنا بھی مقصودِ تحقیق ہے، کیوں کہ غلط مواد کی بنیاد پر غلط فیصلوں کے صادر ہونے کے قوی امکانات ہوتے ہیں۔

تحقیق کی تعریف اور مقاصدِ تحقیق کی تعیین کے بعد دیکھنا یہ ہو گا کہ اظہارِ حقیقت کے لیے کون سی زُبان موزوں رہے گی۔ محققینِ ادب نے تحقیقی پیرایۂ اظہار و اسلوب کی بابت بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ بعض علمائے تحقیق تحقیقی کی زُبان کے عالمانہ ہونے پر زور دیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ محققین تحقیق کی زبان کے سادہ و سلیس ہونے پر مُصر ہیں۔ ایسے تحقیق کار بھی ہیں، جو تحقیق میں بھی رنگین بیانی کے قائل ہیں۔ تحقیق کی زبان کے سلسلہ میں مختلف، متضاد اور مماثل آرا موجود ہیں۔ قاضی عبدالودود ایسے صفِ اول کے محقق تحقیق کی زبان کے متعلق رقم طراز ہیں:

"محقق کو خطابت سے احتراز واجب ہے اور استعارہ و تشبیہ کا استعمال صرف توضیح کے لیے کرنا چاہیے، آرائشِ گفتار کی غرض سے نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ صفات اُسی وقت لانی چاہئیں، جب کوئی صِفت لکھنے والے کی رائے کو ظاہر کرتی ہو۔۔۔۔۔۔ تحقیق کا مطمعِ نظر یہ ہونا چاہیے کہ کم سے کم لفظوں میں پڑھنے والے پر اپنا مافی الضمیر ظاہر کر دے۔"(1)

قاضی عبدالوُدود کے درج بالا حوالے سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تحقیق کی زبان کے سلسلے میں خطابت کو مُضرت رساں سمجھتے ہیں۔ اُن کے خیال میں تشبیہ و استعارہ کا استعمال بھی وہاں ہونا چاہیے، جہاں کسی بات کی وضاحت مقصود ہو۔ محض آرائشِ اسلوب کی غرض سے ان چیزوں کے استعمال کو قاضی عبدالودود جائز قرار نہیں دیتے۔ وہ کم سے کم لفظوں میں مافی الضمیر کے اظہار کے قائل ہیں۔ پیرایۂ اظہار کو وہ تحقیق کا ظاہری عنصر اور پیراہن تصور کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ تحقیق کی عبارت کی دل کشی و دل فریبی کے حمایتی نہیں ہیں، لیکن حد درجہ خشک تحقیقی زبان کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ تحقیق کی زبان قابلِ فہم، واضح اور ہر قسم کے ابہام و پیچیدگی سے پاک ہو۔ چناں چہ وہ ایک دوسرے مقام پر یوں اظہارِ خیال کرتے ہیں:

"پیرایۂ اظہار تحقیق کا ظاہری عنصر ہے، اس لیے تحقیق کی عبارت اگر دل فریب نہ ہو سکے تو بہت زیادہ خشک بھی نہیں ہونی چاہیے۔ عبارت ایسی ہونی چاہیے، جو آسانی سمجھی جاسکے۔ دل فریبی ہو یا نہ ہو، لیکن عبارت کا واضح ہونا تحقیقی مظامین کے لیے اشد ضروری ہے۔"(2)

درج بالا حوالے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاضی عبدالودود خیالات کے ابلاغ و ترسیل کو تحقیق میں بنیادی اہمیت دیتے ہیں۔ ان کی رائے مبنی بر حقیقت اس لیے بھی ہے کہ تحقیق حقائق کی دریافت کے عمل کا نام ہے اور حقیقت نگاری ایسی زبان کی متقاضی ہے، جو قطعیت اور جامعیت کی حامل ہو۔

رشید حسن خاں تحقیق کی زبان کو حتی الامکان مبالغے اور آرائش سے پاک رکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"تحقیق کی زبان کو امکان کی حد تک آرائش اور مبالغے سے پاک ہونا چاہیے اور صفاتی الفاظ کے استعمال میں بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہیے۔ اُردو میں تنقید جس طرح انشا پردازی کا آرائش کدہ بن کر رہ گئی ہے، وہ عبرت حاصل کرنے کے لیے کافی ہے اور تحقیق کو اس حادثے کا نشانہ نہیں بننے دینا چاہیے۔"(3)

اسی طرح مولانا کلبِ عابد تحقیق کی زبان و اسلوبِ نگارش سے متعلق رقم طراز ہیں کہ:

"جو تھیسس ادبی موضوعات پر لکھی گئی ہو، اس کا طرزِ نگارش خوب صورت اور ادبی ہونا چاہیے۔ طرزِ نگارش کی خوب صورتی کا یہ مطلب نہیں کہ عبارت رنگین ہو، یا قافیہ پیمائی کی جائے یا نامانوس الفاظ لائے جائیں۔ اس طرح کی لفاظی تحقیق مضامین سے میل نہیں کھاتی۔"(4)

مولانا کلبِ عابد کے متذکرہ بالا حوالے سے عیاں ہے کہ وہ ادبی موضوعات سے متعلق تحقیقی تحریروں میں ادبیت اور خوب صورتی کے خواہش مند ہیں، لیکن ان کے خیال میں اسلوبِ نگارش کی دل پذیری کا مطلب رنگین بیانی اور قافیہ پیمائی نہیں ہے۔ وہ تحقیق کی زبان میں غیر مانوس الفاظ کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے۔ اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ رنگین بیانی اور قافیہ پیمائی تحقیق کے لیے ناقابلِ قبول ہیں، مگر تحقیق کی زبان بالکل خشک اور دل چسپی سے خالی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ تحقیق کی زبان میں ایسے عناصر کی شمولیت از حد ضروری ہے، جو قاری کے ذہن کی گرفت کر سکیں۔ کسی بھی ادبی تحریر کی ارفعیت میں اسلوب کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ عبدالرزاق قریشی کی رائے بھی کسی حد تک مولانا کلبِ عابد کی رائے سے مماثل ہے۔ چناں وہ رقم طراز ہیں:

"تحقیقی مقالہ چوں کہ واقعات و حقائق پر مبنی ہوتا ہے، اس لیے اس میں لفاظی یا افسانہ طرازی، خطابات یا شاعرانہ رنگین بیانی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ یہ باتیں مقالے کی عظمت کو کم کرتی ہیں۔"(5)

تحقیق کے اسلوب اور زبان کے متعلق ڈاکٹر گیان چند جین نے بھی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

"تحقیقی تحریر کے الفاظ کو مصنف کا عندیہ بے کم و کاست بیان کرنا چاہیے۔ عبارت میں ادبیت گھولنے کی چاٹ میں ایسا نہ ہو کہ تحقیق کار جو کچھ کہنا چاہتا ہے، اس کے لفظوں کا مفہوم اس سے ہٹا ہوا ہو۔"(6)

ڈاکٹر گیان چند جین تحقیق کے لیے ایسے اسلوب کو مناسب قرار دیتے ہیں، جو سادگی و سلاست ایسی صفات رکھتا ہو۔ انھیں یہ اوصاف صفِ اول کے محققوں مثلاً: مسعود حسن رضوی ادیب اور مالک رام کی تحقیق تحریروں میں نظر آتے ہیں۔ ان کے خیال میں متذکرہ بالا محققینِ ادبِ اردو اس سلیقہ مندی سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں کہ قارئین ان کی نگارشات کے مطالعے پر مائل ہو جاتے ہیں۔ صحت اور شگفتگی کو ڈاکٹر گیان چند جین نے تحقیق کی دو اہم صفات قرار دیا ہے۔(7)

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کا شمار جدید دور کے اہم اردو محققین میں ہوتا ہے۔ بالخصوص اقبالیات سے متعلق ان کے تحقیقی و تنقیدی کام کو علمی و ادبی حلقوں میں سراہا گیا ہے۔ بحیثیتِ محقق وہ علم دوست حلقوں میں اعتبار قائم کر چکے ہیں۔ تحقیقی تحریروں اور مقالات کی زبان کے بارے میں ان کے خیالات ملاحظہ ہوں:

"پر جوش خطیبانہ انداز، شاعرانہ جملے اور غیر منطقی و جذباتی انداز مقالے کو عیب دار بنا دیتے ہیں۔ مقالہ نگار کو طویل اقتباسات اور طویل جملوں سے بھی گریز کرنا چاہیے۔"(8)

تحقیق کی زبان کے متعلق اردو کے صفِ اول کے اور بعض دیگر معتبر محققوں کی آرا پیش کرنے کے بعد یہ دیکھنا ہو گا کہ رشید حسن خاں نے اپنے تحقیقی و ادبی آثار میں کس نوعیت کی زبان استعمال کی ہے۔ رشید حسن خاں کے اسلوبِ تحقیق اور پیرایۂ اظہار کے تجزیاتی مطالعے سے پیش تر یہ جان کاری بھی از حد ضروری ہے کہ وہ خود تحقیق کی زبان سے متعلق کیا نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ تحقیق کی زبان کی بابت رشید حسن خاں رقم طراز ہیں:

"تحقیق کی زبان کو امکان کی حد تک آرائش اور مبالغے پاک ہونا چاہیے اور صفاتی الفاظ کے استعمال میں بہت زیادہ احتیاط کرنا چاہیے۔"(9)

رشید حسن خاں (25 دسمبر 1925ء – 26 فروری 2006ء) کا شمار اردو زبان و ادب کے ان معدودے چند ماہرینِ لسانیات و عُلمائے تحقیق میں ہوتا ہے، جنھوں نے عمرِ عزیز کو اردو زبان و ادب کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ دنیائے تحقیق میں آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ تحقیق، تنقید اور اُردو املا کے حوالے سے آپ نے ناقابلِ فراموش کارنامے سر انجام دیے ہیں۔ اُردو کے کلاسیکی ادب کو از سرِ نو مرتّب کر کے آپ نے تدوینِ متن کے عمدہ اور مثالی نمونے پیش کیے۔ آپ کا یہ کمال ہے کہ آپ نے اردو زبان میں صرفی و نحوی حوالے سے ان قابلِ قدر چیزوں کو منظرِ عام پر لایا، جو املا و تلفظ میں کلیدی حیثیت کی حامل ہیں۔ آپ نے اردو املا و تلفظ میں یکسانی، موزونی یک رنگی قائم کرنے کے لیے جو اصول و قواعد بیان کیے ہیں، ان پر از خود سختی سے کاربند رہے ہیں۔ اس بات کے ثبوت کے لیے رشید حسن خاں کی درج بالا موضوعات پر کتب رجوع چاہتی ہیں۔ املا و تلفظ کے ساتھ ساتھ رشید حسن خاں رموزِ اوقاف کے بھی گہرے نبض شناس رہے ہیں۔ انھوں نے کسی بھی تحریر کے دوران میں ان اصول و ضوابط کی کماحقہ پابندی کی ہے۔ کسی بھی متن کی فکری ترسیل میں ابہام کے خاتمے اور ابلاغ کے فروغ میں یہی اصول و ضوابط اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

رشید حسن خاں نے اپنے اسلوب کی انفرادیت کے لیے لفظی قبول و رد کے پیمانوں پر خوب پر کھا ہے۔ وہ ایک منفرد اور جدا اسلوب کے حامل ہیں۔ اسلوب کی یہ سطح محنتِ بسیار اور وسیع مطالعے کی متقاضی ہوتی ہے۔ چناں رشید حسن خان نے بھی اسی اصول کے زیرِ اثر اسلوب کی انفرادیت حاصل کی ہے۔ ان کا اندازِ نگارش اور لفظی دروبست ہزار تحریروں میں واضح طور پر پہچان رکھتا ہے۔ انھوں نے قوتِ مشاہدہ، مطالعۂ زبان و ادبِ اُردو و فارسی کی کوکھ سے ثمر آور نکات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس امر پر رشید حسن خاں کا اسلوب دال ہے۔

رشید حسن خاں کے اسلوب کی ایک انفرادیت اردو زبان و ادب میں دخیل الفاظ کی لسانی اور استفادی مزاج دانی ہے۔ اس حوالے سے وہ دیگر آئمۂ ادب سے بھی کسبِ فیض کرتے ہیں۔ انھوں نے ان اصولوں کی پابندی کا درس دیا ہے۔ وہ اردو زبان و ادب ہی کے لیے بنے تھے، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے املا و تلفظ اور قواعد کے حوالے سے گراں قدر اضافے بھی کیے ہیں۔ تحقیق کے اعتبار سے بھی رشید حسن خاں دیگر محققین سے کسی طور پر پیچھے نہیں رہے ہیں۔ ان کی مختلف کتب میں تحقیقی صحت کے ساتھ تکرار بھی کھٹکتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک ہی چیز کو بار بار بیان کر کے قاری کو ازبر کروانا چاہتے ہیں۔ قواعد کو بیان کرنے کے دوران میں اور املا کے اصولوں کے التزام میں ہمیں اس چیز کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.8. No.2.2025

اسلوب کی نادرہ کاری میں سب سے اہم چیز لفظوں کا بر محل استعمال اور ان کا ریاض ہوتا ہے۔ اس حوالے سے رشید حسن خاں کی تحریریں اس معیار پر پوری اترتی ہیں۔ انھوں نے لفظوں کو جس سلیقے سے اپنی تحریر میں موتیوں کی طرح پیوست کیا ہے، ان کا یہ انداز بھرپور اور دیدنی ہے۔ کم لفظوں میں مدعا بیانی کے شاعرانہ پیرایے سے تحقیق اور لسانیات و قواعد سے تعلق رکھنے والے لوگ کم واقفیت رکھتے ہیں۔ رشید حسن خاں کے اسلوب میں ان چیزوں کا شائبہ نہیں ہوتا۔

رشید حسن خاں کے اسلوب کا کمال یہ ہے کہ وہ اگر طویل جملوں میں بھی بات کریں تو روانی اور دل چسپی کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اس لیے بوجھل موضوعات پر قلم اٹھانے کے باوجود قاری کو مدعا فہمی کے راستے میں رکاوٹیں نظر نہیں آتیں۔ وہ فکری حوالے سے جملوں کو ایک لڑی میں پرو کر بیان کرنے اور ان کے مطابق مثالیں لانے میں مہارت رکھتے ہیں۔

رشید حسن خاں کے اسلوب کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ اختلافات کے باوجود انھوں نے جو کچھ بھی لکھا ہے، سب سے پہلے اس پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے اردو زبان و ادب میں استقامت کا پیغام دیا ہے۔ تحقیق و تنقید میں کوئی بھی بات حرفِ آخر نہیں ہوتی، تاہم رشید حسن خاں نے چند استثنائی مثالوں سے قطع نظر جو بھی لکھا، خوب لکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی نگارشات کی اہمیت اور وقعت دوچند ہو رہی ہے۔

غرض رشید حسن خاں ایک منفرد اسلوب کے حامل ماہرِ لسانیات، نقاد، اور محقق اور غالب شناس تھے۔ ان کے پیش کردہ اصول برائے املا و تلفظ، عبارت آرائی، رموزِ اوقاف اور تحقیق و تنقید اردو زبان و ادب کے فروغ اور موزونیت، یک رنگی اور یکسانی اردو زبان و ادب میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی پیش کردہ تصریحات مزید وقعت پذیری کا باعث بنیں گی۔

حوالہ جات:

1۔ قاضی عبدالودود، اصولِ تحقیق، مشمولہ: ادبی اور لسانی تحقیق، اصول اور طریقِ کار، مرتب: ڈاکٹر عبدالستار دلوی، بمبئ: شعبۂ اردو، بمبئ یونی ورسٹی، باراول، دسمبر 1984ء ص78

2۔ قاضی عبدالوُدود، ادب اور تحقیق، مشمولہ: تحقیق شناسی، مرتبہ: رفاقت علی شاہد، لاہور: القمر انٹرپرائزز، اشاعتِ اول 2010ء ص30

3۔ رشید حسن خاں، ادبی تحقیق: مسائل اور تجزیہ، لاہور: الفیصل ناشران، 2003ء ص14

4۔ مولانا کلبِ عابد، پروفیسر، عمادالتحقیق، شعبۂ دینیات، علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی، 1978ء ص72

5۔ عبدالرزاق قریشی، مبادیاتِ تحقیق، بمبئ: انجمنِ اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، 1968ء ص58

6۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، طبع سوم، 2007ء ص238

7۔ ایضاً، ص255

8۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، مقالہ نگاری، طریقِ کار اور ضوابط، مشمولہ: تحقیق شناسی، مرتبہ: رفاقت علی شاہد، ص120

9۔ رشید حسن خاں، ادبی تحقیق: مسائل اور تجزیہ، ص14